اپیل

قارئینِ کرام و محسنانِ ملت! ادارۂ ندوۃ المصنفین اکابر اور بزرگوں، خاص طور پر مفکر ملت حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمن عثمانیؒ کی آخری علمی یادگار ہے جو اپنے قیام کی مدت سے لیکر آج تک انتہائی ناخوشگوار حالات کے باوجود پوری یکسوئی اور خاموشی کے ساتھ ملت کی ٹھوس، مثبت اور تعمیری خدمت انجام دیتا چلا آرہا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

لیکن اب ادارہ کے وسیع تر منصوبوں کی تکمیل اور مستقبل کے تحفظ، بقا اور استحکام کے پیش نظر اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ادارہ کے مخلصین، محبین اور بہی خواہ حضرات اولین فرصت میں اس طرف توجہ دیں۔

یہ حقیقت ہے کہ اس کمر توڑ مہنگائی اور دورِ گراں بازاری میں ایسے ادارے بغیر کسی مستقل فنڈ کے قیام کے ہرگز نہیں چلائے جاسکتے۔ اگرچہ حضرت مفتی صاحبؒ

انتہائی جانفشانی، ذاتی محنت اور توجہ سے اس کا نظام چلاتے رہے احساس
تحقیق و علمی معیار ہر قیمت پر باقی رکھا، اب یہ بات محسوس کی جارہی ہے کہ کئی
منصوبے جو تشنۂ تکمیل اور کئی اہم مطبوعات جو زیر طبع ہیں ان کے اتمام کے لئے ایک
مستقل "فنڈ" قائم کیا جائے، تاکہ بسہولت ادارہ مالی بحران سے بچ کر اپنا
علمی، تحقیقی اور تاریخی سفر جاری رکھ سکے۔

نوٹ: جیسا کہ آپ حضرات کے علم میں ہے کہ حضرت مفتی صاحب مرحوم
نے ہمیشہ وقت کے اکابر اور بزرگوں کو ساتھ لے کر ادارہ کا نظام چلایا ہے
اور ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ ادارہ اسی منہاج اور خطوط پر ہمیشہ چلتا
رہے۔

امید ہے کہ ارباب خیر اور بہی خواہان ادارہ اس ذیل میں اپنا
بھرپور مالی تعاون پیش کر کے ہماری سرپرستی فرمائیں گے! — چیک،
ڈرافٹ یا منی آرڈر سے ارسال کیا جائے۔

مینیجر ندوۃ المصنفین
اردو بازار، دہلی ۶

عشقِ زلیخا

ڈاکٹر مسز صفیہ انیس، ڈپارٹمنٹ آف پرشین اے ایم یو۔ علی گڑھ

اس مضمون کے ساتھ مندرجہ ذیل نوٹ حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادی کے قلم گوہر رقم سے لکھا ہوا فائل مضامین میں رکھا ہوا تھا ان سطروں کو پڑھتے ہوئے مولانا مرحوم کی یاد دل کو کس طرح تڑپا گئی اس کے اظہار کے لئے الفاظ کہاں سے لائے جائیں؟

(ادارہ)

2-11-81

محترمہ

آپ کا مضمون "عشقِ زلیخا" موصول ہوا۔ میں نے اسے دیکھ لیا ہے۔ کسی مناسب وقت پر برہان میں شائع ہوگا آپ اطمینان رکھیں۔

والسلام

سعید احمد اکبر آبادی

بخدمت مسز صفیہ ماریہ انیس
شعبۂ فارسی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

داستان حسن یوسف و عشق زلیخا عشقیہ داستانوں میں اسی طرح معروف ہے جس طرح داستان لیلیٰ و مجنوں اور خسرو شیریں وغیرہ۔ داستان یوسف و زلیخا اور دیگر داستانوں میں امتیازی فرق یہ ہے کہ قدیم زمانے سے یہ داستانیں روایتی انداز میں سینہ بہ سینہ چلی آ رہی تھیں اور بعد میں معرض تحریر میں آئیں لیکن داستان یوسف و زلیخا آسمانی کتابوں یعنی بائبل اور قرآن میں مذکور ہے۔ اس لئے اس داستان کو باوجود قدیم ہونے کے دوسری داستانوں سے زیادہ اہمیت حاصل ہے اور یہ صحیح اور حقیقت پر مبنی ہے۔ جامی کہتے ہیں ؎

خدا از قصہ ہا چوں احسنش خواند
با حسن وجہ زان خواہم سخن راند
چو باشد شاہد آں وحی منزل
نباشد کذب را امکان مدخل[1]

چونکہ یہ داستان قرآن میں موجود ہے اس لئے اس میں کذب و دروغ کو دخل نہیں ہے۔ باوجود اس حقیقت کے جامی نے قرآنی بیان اور اصلیت کو نظر انداز کیا ہے۔ قرآن میں عشق زلیخا کا کہیں ذکر نہیں ہے لیکن جامی نے اپنی داستان میں اسے مہر و وفا کی دیوی تسلیم کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں ؎

نبود از عاشقاں کس چوں زلیخا
بعشق از جملہ بود افزوں زلیخا
ز طفلی تا بہ پیری عشق ورزید
بشاہی و گدائی عشق ورزید

۱۔ یوسف و زلیخا سرمہ چشمی در مطبع خاص منشی نولکشور ص ۱۳

پس از پیری و محنت ناتوانی
چو بازش تازه شد عہد جوانی
بہ عشق از ماہ و ماہی عشق نبرد
بران زاد و بران بود و بران مرد[1]

یہی حال داستان یوسف و زلیخا سے متعلق تمام منظوم و منثور داستانوں کا ہے جن میں زلیخا کے کیرکٹر کو ایک مثالی عاشق صادق کے طور پر پیش کیا گیا ہے غالباً ان داستانوں کے لکھنے والوں نے ان تفاسیر قرآن سے استفادہ کیا ہے جن میں زلیخا عشق کے مدارج طے کرتی ہوئی ملتی ہے۔ عبدالماجد دریا بادی اپنی "تفسیر ماجدی" میں زلیخا کے عشق کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "عزیز مصر کی بیوی اب وہ عورت نہ تھی جو چند سال پہلے تھی اب وہ ہوس کی خام کاریوں سے باہر نکل آئی تھی۔ اور عشق کی پختگی کمال کی حد تک پہنچ گئی تھی۔ اب یہ حال نہ تھا کہ اپنی بدنامی کے تصور سے اپنے محبوب پر الزام لگائے۔ جب مصر کی عورتوں نے یوسف کی پاکی کا اقرار کیا تو اس نے خود بخود اعلان کر دیا کہ تمام قصور میرا ہے اور وہ بے قصور اور راست گو ہے۔"[2]

مولانا آزاد نے اپنی تفسیر "ترجمان القرآن" میں زلیخا کے عشق کو ترتیب وار پیش کیا ہے[3]۔ وہ لکھتے ہیں:

۱۔ یوسف زلیخا از جامی مطبع انتظامی واقع کانپور، ص ۲۵۔
۲۔ تفسیر ماجدی از عبدالماجد دریابادی۔ جمال پرنٹنگ پریس دہلی، ص ۳۳۔
۳۔ مولانا آزاد، ترجمان القرآن، مکتبہ مصطفائی کشمیری بازار لاہور ۲۶۱-۲۶۲

"امراۃ العزیز کے محبت و عشق کے مختلف مراتب [illegible]
نمایاں ہوئے ہیں۔ سب سے پہلا موقع وہ ہے جب حضرت
یوسف کو دعوت عیش دی اور ناکام رہی اور شوہر کو سامنے
کھڑا پایا تو ذلت برداشت نہ کر سکی اور اپنا الزام اس کے سر
ڈال دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبت میں کمی تھی۔ اور ہوس سے
معاملہ آگے نہیں بڑھا تھا۔ لیکن جب کچھ دن گزر گئے تو اس
نے دوسرا رنگ اختیار کر لیا۔ اب اسے لائمات کے سامنے اقرار
محبت میں تو عار نہ آیا۔ لیکن دنیا کے آگے اقرار نہ کر سکی۔ ساتھ
ہی محبت ابھی اس درجہ تک نہیں پہنچی تھی کہ اپنے نفس کی
کامجوئیوں پر محبوب کی مرضی کو ترجیح دیتی۔ اس لئے دھمکیاں
دے کر رام کرنا چاہا تھا۔ لیکن جب عشق کی خامیاں پختگی اور
کمال تک پہنچ گئیں تو اب نہ تو ننگ و ناموس کی جھجک باقی
رہی تھی اور نہ زور و طاقت سے کام نکالنے کا گھمنڈ۔"

لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ قرآن کریم کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ زلیخا کے لئے کہیں بھی لفظ عشق نہیں آیا ہے اور نہ ہی آیات قرآنی کے مفہوم و مطلب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زلیخا کو یوسف سے کوئی قلبی لگاؤ تھا۔ ثبوت کے طور پر قرآن کی وہ آیتیں جن میں زلیخا کے ذکر ہے یہاں پیش کی جاتی ہیں تاکہ زلیخا کے عشق کا صحیح تجزیہ کیا جا سکے کہ آیا وہ داستانوں میں زلیخا کا جو عشق پیش کیا گیا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے یا محض شاعرانہ خیال آفرینی یا اختراع ہے۔

متعلقہ قرآنی آیات مندرجہ ذیل ہیں:

وراودته التي هو في بيتها عن نفسه وغلقت الابواب وقالت هيت لك[۱]

ترجمہ: اور جس عورت کے گھر میں یوسف رہتے تھے وہ ان سے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے ان کو ورغلانے لگی اور دروازے بند کر دئے اور کہنے لگی آجاؤ تمھیں سے کہتی ہوں۔

عربی زبان میں "هيت لك" اس وقت کہتے ہیں جب کسی کے لئے تمام ساز و سامان مہیا کر دئے جائیں اور اس سے کہا جائے کہ آؤ اور اپنا کام کر لو۔ اس آیت میں زلیخا کا جو قول اور جو انداز عمل پیش کیا گیا ہے اس سے محبت کے کسی جذبہ یا عاشقانہ رویہ کا اندازہ نہیں ہوتا بلکہ اس کی خواہش نفسانی کا برملا اظہار ہوتا ہے۔

یوسف دام زلیخا سے نکل بھاگے وہ ان کے تعاقب میں بھاگی۔ آگے پیچھے بھاگتے ہوئے دونوں دروازے تک پہنچے جہاں انھوں نے عزیز مصر کو موجود پایا۔ زلیخا جو قصور وار تھی اس خوف سے کہ کہیں اس کا راز فاش نہ ہو جائے فوراً بول اٹھی:

"ما جزاء من اراد باهلك سوءا الا ان يسجن او عذاب اليم"[۲]

ترجمہ: جو شخص تیری بیوی کے ساتھ برائی کرے اس کی سزا بجز اس کے اور کیا ہے کہ وہ جیل خانہ بھیجا جائے یا کوئی دردناک سزا ہو۔

۱۔ سورہ یوسف آیت ۲۳۔

۱۔ سورہ یوسف آیت ۲۵۔

یہ طریق کار دلیل عشق نہیں کہ محبوب کو تنہائی میں ہوس کو پورا کرنے کی کوشش کیا جائے۔ اور پھر جب راز فاش ہونے کا احتمال ہو تو اپنے بے قصور محبوب پر ہی سارا الزام عائد کر دیا جائے کہ وہی سراسر قصوروار ہے۔ اس بات سے زلیخا کے عشق کی جگہ اس کی مادیت یا شہوت پرستی کا ثبوت ملتا ہے۔

زلیخا کی دروغ گوئی کے باوجود حقیقت سب پر عیاں ہو گئی اور وہ ملک بھر میں بدنام ہو گئی۔ زنانِ مصر طعنہ دینے لگیں جیسا کہ قرآن میں ذکر ہے کہ:

"امرأة العزیز تراود فتاها عن نفسه قد شغفها حبا انا لنراها فی ضلال مبین"[1]

ترجمہ: عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اس سے مطلب حاصل کرنے کے واسطے ورغلاتی ہے۔ اس غلام کا عشق اس کے دل میں جگہ کر گیا ہے ہم تو اس صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

مصر کی عورتوں کی اس بات کو اللہ تعالیٰ نے طعنہ نہیں فرمایا بلکہ مکر فرمایا:

"فلما سمعت بمکرهن"[2]

ترجمہ: پس زلیخا نے جب ان کے مکر کو سنا۔

حقیقت میں ان عورتوں کے طعنہ میں یہ مکر تھا کہ وہ عورتیں حضرت یوسف کے حسن و جمال کا اور ان کی بلند کرداری کا شہرہ سن کر ان کے دیدار کی متمنی تھیں۔ وہ دیکھنا چاہتی تھیں کہ آخر وہ کیسا غلام ہے جس پر مصر کے سب سے بلند مرتبہ شخص کی بیوی ہوتے ہوئے بھی زلیخا عاشق ہو گئی اور اس غلام نے جو زلیخا کا زر خرید

۱۔ سورۂ یوسف آیت ۳۰۔

۲۔ سورۂ یوسف آیت ۳۱۔

عزم تھا اس کو یوسف کو ٹھکرایا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے انھوں نے یہ حیلہ کیا کہ زلیخا کو طعن و تشنیع سے اس قدر زچ کر دیں کہ زلیخا ان سب عورتوں کو حضرت یوسف کا حسن دکھانے پر آمادہ ہو جائے۔

اگر جملے "قد شغفها حبا" کا یعنی زلیخا کے دل میں محبت نے جگہ کر لی ہے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ واقعی زلیخا کو یوسف سے عشق ہو گیا تھا بلکہ طعنہ دینا اور اپنے مکر کا شکار بنانا مقصود تھا۔ دوسری صورت میں اگر ان عورتوں کی بات کو طعنہ یا مکر پر مبنی نہ بھی سمجھا جائے تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا اس لئے کہ یہ عورتیں حقیقت سے محروم تھیں اور زلیخا کی دلی کیفیات سے بے خبر اور لاعلم تھیں۔ ظاہر ہے لاعلمی میں وہ جو بات بھی کہیں اس کو صداقت پر مبنی نہیں قرار دیا جا سکتا۔

زلیخا نے ان عورتوں کے مکر کا جواب مکر کی شکل میں دیا۔ ان کو دعوت طعام پر مدعو کیا اور دسترخوان پر اس طرح کے میوہ جات رکھے جن کو چھری سے کاٹنے کی ضرورت پڑے اور ایسے وقت میں یوسف کو ان کے سامنے لا کھڑا کیا جب وہ ان میووں کو تراش کر کھا رہی تھیں۔ وہ عورتیں یوسف کے حسن ظاہری اور نور باطنی سے اس قدر متاثر اور مسحور ہوئیں کہ پھلوں کے بجائے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بے ساختہ ان کے منہ سے نکلا: "حاش للہ ما ھذا بشرا ان ھذا الا ملک کریم"[1]

اس وقت زلیخا نے ان عورتوں کو قائل کیا اور کہا:

فذلکن الذی لمتننی فیہ[2]

ترجمہ: یہی وہ شخص ہے جس کے لئے تم مجھے ملامت کرتی تھیں

١۔ سورۂ یوسف آیت ٣١۔

٢۔ سورۂ یوسف آیت ٣٢۔

درحقیقت یوسف کو ایک نظر دیکھ کر ان عورتوں کی مدہوشی کی کیفیت سے اور بے خبری میں اپنے ہاتھ کاٹ لینے سے زلیخا نہایت مسرور ہوئی اور ان عورتوں سے فخریہ انداز میں بولی۔ یہی وہ حسین وجمیل اور اعلیٰ کردار شخص ہے جس کے لئے تم مجھے ملامت کرتی تھیں۔ اس کے بعد زلیخا نے رازِ دل ان پر فاش کر دیا اور حق بات کہدی۔ اس کے آگے قرآن میں ارشاد ہے کہ: "ولقد راودته عن نفسه فاستعصم[1]" یعنی میں نے اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی مگر یہ پاک وصاف رہا۔ زلیخا نے عورتوں کو اپنا ہمراز بنانے پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ اپنا شریکِ عمل بھی بنا لیا۔ اور ان سب عورتوں کے ساتھ مل کر یوسف کو غلط کام پر اکسایا اور حکم نہ ماننے پر قید خانے کی دھمکی دی۔ زلیخا نے کہا:

"ولئن لم یفعل ما آمره لیسجنن ولیکونا من الصٰغرین[2]۔"

ترجمہ: اور اگر آئندہ بھی ہمارا کہا نہیں کرے گا تو یقیناً جیل خانہ بھیجا جائے گا اور بے عزت بھی ہوگا۔

زلیخا کے مذکورہ بالا اقوال وحرکات سے یہ نتیجہ نہیں اخذ کیا جا سکتا کہ اس کے دل میں یوسف کے لئے کوئی جذبۂ عشق موجود تھا بلکہ اس کے ہر قول اور ہر عمل سے شہوت پرستی کا برملا اظہار ہوتا ہے۔ وہ اپنے معشوق کے لئے اپنی بدنامی برداشت نہ کر سکی اور عورتوں کے سامنے اپنے معشوق کو لا کھڑا کیا۔ جب وہ سب بھی ان کے حُسن سے مسحور ہو گئیں تو وہ خوش ہو گئی۔ یہی عشقِ زلیخا ہے جس پر غالب

۱۔ سورۂ یوسف ۳۲

۲۔ " " "

لنز کیا ہے :

سب رقیبوں سے ہوں ناخوش پر زنانِ مصر سے
ہے زلیخا خوش کہ محوِ ماہِ کنعاں ہو گئیں

جس کو در اصل محبت ہوتی ہے وہ نہ ناموس کی پرواہ کرتا ہے اور نہ رقیب وجود کو خاطر میں لاتا ہے۔ لیکن زلیخا کو رقیبوں کا وجود ہی گوارا نہ تھا بلکہ ان کو ریک عمل بھی بنانا مقصود تھا۔

اس کے بعد سب عورتوں نے مل کر یوسف کو غلط کام کے لئے آمادہ کرنا چاہا۔ یوسف نے ان کا حکم ماننے سے انکار کر دیا، اس پر زلیخا نے انھیں قید کی دھمکی دی۔ اس پر بھی یوسف راہ راست سے منحرف نہیں ہوئے تو انھیں قید خانے کی صعوبتیں جھیلنے کے لئے محبوس کروا دیا۔ عاشق کا رویہ اپنے معشوق کے ساتھ ایسا ظالمانہ اور خود پرستی پر محمول نہیں ہوتا۔

حضرت یوسفؑ کے محبوس ہو جانے کے بعد زلیخا بے فکر اور مطمئن ہو گئی۔ اس نے ان کی کوئی خبر گیری کی نہ ہی اعلانیہ یا پوشیدہ طور پر یوسف کی حالت معلوم کرنے کی کوشش کی اور نہ قرآن کی کسی آیت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ زلیخا ان کے لئے بے چین و بے قرار ہوئی یا اپنی غلطی پر پشیمان ہوئی یا انھیں آزاد کرانے کی کوشش کی ہو۔ ایک بادشاہ کی بیوی ہوتے ہوئے جس طرح اس نے یوسف کو قید کروایا تھا اسی طرح وہ انھیں آزاد کرا سکتی تھی مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ زلیخا کے دل میں یوسف کے لئے کوئی جذبہ موجود نہ تھا اور اگر اس کے دل میں یوسف کے لئے کچھ خیال تھا وہ محض مادیت پرستی اور شہوت پرستی تک ہی محدود تھا۔

قرآن کریم میں زلیخا کا ذکر مذکورہ بالا واقعہ کے بعد اس وقت آتا ہے